مقالات ومضامین

والدین......دوانمول موتی

عبداللطیف معتصم

اسلام کے مقدس دوستور اور آئین میں ماں باپ دوانمول موتی سعادت کی کنجی اور اولاد کے لئے نیکیوں کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ اسلامی کتب میں والدین کی قدرومنزلت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے، خود خالقِ کائنات نے والدین کی عزت وتوقیر، ادب واحترام پر بہت زور دیا ہے اور بڑی تاکید کی ہے اور اولاد کو اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ ان کی خوشی کے اسباب ان کے لئے مہیا کریں اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔

ماں باپ کے ساتھ جس اچھے برتاؤ کا حکم قرآن نے دیا ہے، اسے لفظ "بــر" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ لفظ وسعتِ مفہوم کے لحاظ سے مختلف انواع کو شامل ہے، چنانچہ یہ تعبیر کلام عرب میں مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتی ہے:

۱- عائلی روابط اور باہمی تعلقات کی حفاظت و پاسداری۔ ۲- ہر وہ نیک عمل جو انسان کو اللہ سے نزدیک کرے۔ ۳- احسان اور حسن سلوک۔ ۴- سچائی۔ ۵- طاعت اور عبادت۔ ۶- اچھے سلوک، خوش اخلاقی اختیار کرنے اور بداخلاقی ودل آزادی سے بچنے کے معنی میں ہے۔

والدین کے حقوق: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

> ﴿ووصينا الإنسان بوالديه حسناً﴾ الآية. یعنی: ''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا، اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے''۔ (ترجمہ از بیان القرآن)۔

اس آیتِ مبارکہ میں خالق کائنات نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور نیکی کے حکم کے ساتھ ساتھ اپنی شکر گزاری کا بھی ذکر کیا ہے اور اس بات کی نشاندہی کی کہ ماں تینتیس ۳۳/ ماہ حمل اور دودھ چھڑانے کے دوران سخت تکلیف برداشت کرتی ہے تو اولاد پر یہ لازم ہے کہ ان تکالیف کا پاس رکھے، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہے کہ اس نے شفیق اور مہربان ماں باپ سے نوازا اور پھر اپنی شکر گزاری کے ساتھ والدین کا شکر گزار بن کر زندگی

گزارنے کا حکم دیا ہے، شکر ہی ایک ایسی صفت ہے جو نعمتوں کی بقا اور ازدیار کا سبب بن سکتی ہے، چنانچہ خالق کائنات کا فرمان ہے: ﴿لئن شکرتم لأزیدنکم﴾ الآیة. ''اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے''۔ (بیان القرآن)۔

اور اسی موضوع کو قدرے مزید تاکید کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ''اسراء'' کی آیت نمبر: ۲۳، ۲۴ میں ذکر کیا ہے: ﴿ألا تعبدوا إلا إیاہ......﴾ الآیة.

''اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے بچپن میں مجھے پالا اور میری پرورش کی''۔ (بیان القرآن)۔

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ بندگی اور عبادت کو اپنے ساتھ خاص کرنے کے فوراً بعد اور بلا فاصلہ ماں باپ کے ساتھ احسان، حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے اور پھر ان سے گفتگو کا سلیقہ، آداب و اخلاق اور عمدہ طریقے سے پیش آنے کے حوالے سے بڑے خوبصورت اصول اور فوائد ذکر کئے ہیں:

۱- ہرگز سخت لہجہ اور توہین آمیز بات یا ایسا لفظ جو کہ ان کی دل شکنی اور آزردگی کا سبب بنے، استعمال نہ کرے، اگرچہ والدین اپنی اولاد کو صحیح تربیت اور فلاح و بہبود کی خاطر سرزنش کرتے ہوں، کیونکہ یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ والدین کی اس سرزنش میں سوائے خیر و بھلائی کے اور کیا عمل کارگر ہو سکتا ہے؟؟

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آن ترش رونی مادریا پدر — حافظ فرزند باشد از خطر

بسی عداوتها که آن یاری بود — بسی خرابی ها که معماری بود

ماں باپ کی ترش روئی اور چیں بہ جبیں ہونا (درحقیقت) اولاد کو نقصانات سے بچانا ہے، کتنی ظاہری دشمنیاں ایسی ہیں جو درحقیقت دوستی ہوتی ہے، اور بظاہر کتنی خرابیاں ایسی ہیں جو کہ درحقیقت ان کی تعمیر ہوتی ہے۔

مذکور آیت میں ارشاد ہے کہ والدین کو ''اف'' تک نہ کہو، لفظ ''اف'' سے مراد ہر وہ بات ہے جو کہ ناشائستہ اور تکلیف دہ ہو، جو دل آزاری کا سبب بنے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: ''اگر کلمہ ''اف'' سے کمتر کوئی اور لفظ ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس

کوبھی حرام قرار دیتے اوراس کی ادائیگی سے بھی منع کرتے''۔(درمنثور)۔

ماں باپ کا احترام اور ان کی فرماں برداری ہمیشہ اولاد پر واجب ہے، چاہے والدین جوان ہوں یا بوڑھے ہوں۔مگر آیت مذکورہ میں بڑھاپا اور پیرانہ سالی میں ادب کی خصوصی رعایت اس لئے رکھی کہ عام طور پر جب آدمی بڑھاپے کی حدود میں قدم رکھتا ہے، تو قوائے بدنی میں ضعف اور اضمحلال آنا شروع ہوجاتا ہے اور انسان گوناگوں بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے اوراور پھراس کی دیکھ بھال، ان کے کپڑوں اور بدن کی صفائی کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اوران کاموں کا انجام دینا عمر کے اس حصے میں طبیعت انسانی پر بہت بھاری اور گراں گزرتا ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ عمر کے اس حصے کو ذکر کرکے فرمایا کہ: اگر وہ اس حالت اور کیفیت کو پہنچ جائیں تب بھی ''اف'' جیسے لفظ کو زبان سے ادا نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ماں باپ ضعف اور کمزوری کی ایسی حد کو پہنچیں کہ وہ اپنی نظافت اور پاکی پر قادر نہ ہوں تو تم ان کی نجاست کی صفائی اور میلے کپڑوں کو صاف کرتے وقت بوجھ اور گرانی محسوس نہ کرو یہاں تک کہ کلمہ ''اف'' تک نہ کہو، بالکل اسی طرح جس طرح کہ جب تم ایام طفولیت میں تھے اور بے بس تھے تو وہ تمہیں پاک صاف کرتے تھے اور اف تک نہ کہتے، بلکہ خوشی خوشی کرتے۔(درمنثور)

۲-دوسرا فرمان اور دستور یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ سختی اور کرخت لہجے میں بات نہ کرو اور ان پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔

۳-تیسری رہنمائی یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ نہایت ادب واحترام اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ، اور ان کی ہر معاملے میں رعایت رکھ کر بات کرو، یہاں تک کہ وہ تمہیں گالی دیں اور برا بھلا کہیں تو تم جواب میں کہہ دو: اللہ تمہاری مغفرت کردے۔

زہیر بن محمد رحمہ اللہ اندازِ گفتگو کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اگر ماں باپ تمہیں آواز دے کر پکاریں تو کہہ دو میں حاضر ہوں، اور آپ کے فرمان کو بجالانے کے لئے تیار ہوں: "لبیکما وسعدیکما"۔

۴-چوتھی رہنمائی یہ ہے کہ ان کے سامنے عاجزی وانکساری اور کرم نوازی کے بازوؤں کو جھکاؤ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اس جملے کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ماں باپ سے بات کرتے وقت اپنے ہاتھوں سے ادھر ادھر اشارے نہ کریں۔

۵-پانچویں رہنمائی یہ ہے کہ ان کے حق میں مستقل دعا کریں اور اس دعا کو پڑھتے رہیں: ﴿رب ارحمنا کما ربیانی صغیرا﴾.

''اے میرے پروردگار! ان دونوں پر مہربانی کیجئے جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا اور پرورش کی''

والدین کی ان بے لوث خدمات اور تکالیف کے صلے میں جو اپنی اولاد کی بہتر تربیت کے لئے اٹھائے ہیں، ہمیشہ ان کے لئے دست بہ دعا رہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مغفرت طلب کرے۔

دعائے مغفرت صرف مسلمان والدین کے ساتھ خاص ہے، البتہ اگر والدین کافر ہیں اور بقید حیات ہیں تو ان کے لئے ہدایت کی دعا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کرکے ان کو مشرف بہ اسلام کرے۔

تفسیر ابن کثیر میں ایک واقعہ مذکور ہے: ایک آدمی اپنی والدہ کو پشت پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں اسی حالت میں پہنچ کر عرض کیا، یارسول اللہ! کیا اس خدمت سے میں نے والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس کے ایک لمحہ کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵۳/۳)۔

جی ہاں! حمل اور ولادت کی تکالیف، دودھ پلانا اور پھر تربیت کے مشکل مراحل، یہ سب کوئی آسان کام نہیں ہیں کہ جن کا بدلہ ایک چھوٹے سے کام سے دیا جاسکے۔

چنانچہ بچہ جب بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ کی آنکھوں سے نیندیں اڑ جاتی ہیں، اور اس کے علاج ومعالجے کے حوالے سے کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتے بلکہ جب اس بچے کو دست لگتی ہے اور مسلسل اسہال ہوتا ہے سونے کے بستر، والدین کے کپڑوں کو نجاست سے آلودہ کرتا ہے، پھر بھی وہ بڑے کھلے دل کے ساتھ اس کی نجاست کو صاف کرتے ہیں، کیا ان شفقت اور تکالیف کا بدلہ اتنی سی خدمت سے ممکن ہے؟؟

ایک حدیث میں وارد ہے کہ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ یا تو تمہاری جنت ہیں یا دوزخ، یعنی والدین کی خدمت کی سعادت سے جنت میں بھی جاسکتے ہو، اور ان کو اذیت اور تکلیف پہنچا کر دوزخ میں بھی جاسکتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ کی رضا والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔ (مشکوۃ، بخاری)

والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی نیک اولاد اپنے والدین کی طرف پیار اور محبت سے دیکھتی ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے ایک حج مقبول کا ثواب لکھ دیتے ہیں، لوگوں نے پوچھا: اگر وہ ان کو سو مرتبہ دیکھے تو کیا سو حج ثواب ملے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بلند وبرتر ہے کہ اپنا وعدہ نہ نبھائے اور اس بات سے بلند وبالا ہے کہ کسی کے حق میں کمی کرے۔ (بخاری)

والدین کی خدمت جہاد سے بھی افضل ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا، سب سے بہترین عمل اللہ کے ہاں کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نماز کو ابتدائی اوقات میں ادا کرنا، میں نے عرض کیا، اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک، میں نے کہا اس کے بعد؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (بخاری)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ کہنے لگا: ہاں، آپ نے فرمایا، واپس جاؤ اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (مسلم)

مذکورہ احادیث سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ جس حالت میں جہاد فرض عین نہ ہو، ماں باپ کی خدمت جہاد سے بھی بڑھ کر ہے۔

غیر مسلم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک: والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا تعلق صرف مسلمان اور دین دار ہونے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اگر وہ کافر ہوں تب بھی اولاد پر حق رکھتے ہیں اور ان کا احترام اولاد پر واجب ہے۔ البتہ اگر والدین اولاد کو کسی مصیبت اور گناہ کا حکم دیں تو پھر اس کی اطاعت نہ کرے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وإن جاهداك على أن تشرك بي ماليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا﴾ الآية. ترجمہ: ''اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو فوراً ان کا کہنا نہ ماننا، اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو''۔ (بیان القرآن)۔

والد کی قدر و منزلت: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: والد جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرو (اس کی خدمت کر کے، اس کے ذریعہ سے جنت میں داخل ہو) یا اس دروازے کو خراب کرو (اس کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق بناؤ)۔ (درمنثور)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ بڑی عمر کا کوئی دوسرا آدمی بھی تھا، آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میرے والد ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا احترام کرو، کبھی اس کے آگے نہیں چلو، اس سے پہلے مت بیٹھو، اس کا نام لے کر مت پکارو اور اس کی خاطر کسی کو گالی مت دو'' (تفسیر دُر منثور)۔ یہ حدیث مبارک چند انتہائی ضروری

اور سنہرے اصول کی جانب توجہ دلاتی ہے۔ ان میں کچھ یہ ہیں: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ماں باپ کو نام سے نہیں پکارنا چاہیے، بلکہ لقب یا کنیت اور بھرپور ادب واحترام کا لحاظ کرتے ہوئے پکارنا چاہیے، یا تو لفظ ماں، باپ، ابو، امی اور اس جیسے الفاظ سے پکارنا چاہیے، ایک فارسی شاعر کا شعر ہے۔

سوی پدر نظارہ بہ صدق وصفا　　　باصد ادب کنیت پدر را صدا نما

ترجمہ: باپ کا نظارہ صدق وصفائی سے کرو اور بڑے ادب سے اس کو کنیت سے پکارو۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے باپ کا اس قسم کا دفاع کرتے ہوئے کسی دوسرے کے باپ کو گالی نہیں دینا چاہیے، کیونکہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی میں آکر تیرے باپ کو گالی دے گا، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا تو نے خود اپنے والد کو گالی دی ہو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے، لوگوں نے پوچھا، یہ کیسے نادان انسان ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالی دے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! وہ دوسروں کے ماں باپ کو جب گالی دے گا تو پھر بدلے میں وہ بھی اس کے ماں باپ کو گالی دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اپنے باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے، خانہ کعبہ کو دیکھنا اور قرآن کو دیکھنا عبادت ہے۔ (درمنثور)

والدہ کی قدر ومنزلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رشتہ داری میں سے سب سے زیادہ نیکی اور حسن سلوک کا حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری والدہ، دوسری بات پوچھا: اس کے بعد کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری والدہ، اس آدمی نے تیسری بار پوچھا کہ اس کے بعد کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے پھر فرمایا: تمہاری والدہ، چوتھی بار اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا باپ۔ اس کے بعد "الاقرب فالاقرب" جو سب سے زیادہ قریب رشتہ دار ہو، پھر اس کے بعد اُن سے قریبی رشتہ دار۔ (بخاری)

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے ماں کو سب سے زیادہ نیکی اور حسن سلوک کا حق دار قرار دیا اور ماں کی قدر ومنزلت کی طرف انتہائی تاکید فرمائی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ماں کا حق اس حدیث کی روشنی میں نیکی اور خوش اخلاقی کے اعتبار سے باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن تکالیف اور مشقتوں کو ماں نے برداشت کیا ہے، وہ باپ کی تکالیف کے بنسبت بہت زیادہ ہیں۔ بعض دوسرے علماء کرام نے ان کے حق کی اس برتری اور زیادتی کے فلسفے کو تین خاص غموں کی زیادتی کی وجہ سے سمجھا ہے، جو وہ جھیلتی ہے، یعنی: ۱-حمل، ۲-دردِ

زہ،۳-دودھ پلانا۔

والدین کی وفات کے بعد ان سے نیکی کرنا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا صرف ان کی زندگی پر منحصر نہیں ہے بلکہ ان کے دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، ابواُسید ساعدی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول! کیا میرے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! ان کے لئے دعا اور طلبِ مغفرت کرتے رہنا، اور ان کے لوگوں سے کئے گئے عہد و پیمان کی پاسداری کرنا، ان کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا، اور ان کے دوستوں کی تعظیم کر کے ان کو عزت دینا۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

والدین کی نافرمانی اور دل آزاری کبیرہ گناہوں میں سے ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل ناحق، اور جھوٹی قسم کھانا۔ (مشکوۃ از طریق بخاری)۔ اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمانی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے مگر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہ جائے۔ (صحیح مسلم)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ہر گناہ کی سزا کو قیامت تک اگر چاہے مؤخر کر دیتا ہے مگر والدین کے نافرمان کی سزا کہ جس کو مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دیتا ہے۔ (بیہقی)

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی نے ایک نافرمان لڑکے کو دیکھا جو کہ اپنے باپ کے گلے کو دبا رہا تھا، اس نے باپ کو لڑکے سے چھڑایا اور اس کو سرزنش کرنا شروع کیا، باپ نے کہا اس کو ملامت مت کرو، یہ میرا حقیقی بیٹا ہے، میں نے اسی جگہ اپنے باپ کے گلے کو دبایا تھا، اور اس کو مارا تھا، اب میری اولاد بھی میرے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کر رہی ہے، جس طرح کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا۔

والدین کی دعا اور بددعا دونوں عنداللہ مقبول ہیں: ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کی دعا رد نہیں ہوتی (ہر حال میں قبول ہوتی ہیں) ۱-باپ کی دعا اولاد کے حق میں، ۲-مسافر کی دعا، ۳-مظلوم کی دعا۔ (ترمذی، ابوداود)

جس طرح والدین کی دعا عنداللہ مستجاب اور مقبول ہے، اور ان کے ساتھ نیکی کرنا ان کی دعائے خیر کو

حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بعینہٖ اسی طرح والدین کی بددعا بھی عنداللہ مقبول ہے، جو کہ دنیاوآخرت کے خسارے کا باعث ہے۔

بصرہ کے ایک بزرگ کا مشہور واقعہ ہے، فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کی زیارت کی غرض سے اپنی بستی سے نکلا ہی تھا کہ راستے میں چلتے ہوئے اچانک ایک نوجوان میرے آگے سے بڑی تیزی سے گزر گیا کچھ دیر گزری تھی کہ میں نے آہ وفغاں کی آواز سنی جب قریب گیا تو دیکھا وہی نوجوان زمین میں دھنستا جارہا ہے اور زمین درمیان سے پٹ گئی ہے اور اس کو نگل رہی ہے وہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے چیخ رہا تھا، آن ہی آن میں نوجوان غائب ہوگیا صرف اس کی لاٹھی اور کپڑوں کا جوڑا زمین کے اوپر رہ گئے، اس منظر کے دیکھنے سے میں حیرت میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک ایک بزرگ میری طرف بڑی تیزی سے آنے لگے جب بالکل میرے قریب پہنچے تو پوچھنے لگے کہ کیا کسی نوجوان کو یہاں سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے، جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، لاٹھی اور کپڑوں کی طرف اشارہ کیا کہ صرف یہ سامان زمین کے اوپر رہ گئے ہیں، وہ چیخ کر کہنے لگا کیا میرا بیٹا زمین میں دھنس گیا؟ میں نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ زمین میں دھنس گیا، وہ کہنے لگا ہاں! میں اس سے ناراض اور آزردہ دل تھا، میری اجازت کے بغیر وہ جو چاہتا کر گزرتا، آج جب وہ شہر سے باہر جانے لگا تو میں نے اس کو منع کیا، مگر وہ اپنی بات پہ ڈٹ گیا اور میری باتوں پر کوئی دھیان نہ دیا، میں نے غصہ میں آکر اسے اس کے حق میں بددعا کی اور کہا: اگر تو شہر سے باہر چلا گیا تو اللہ تجھے زمین میں دھنسا دے، اور اللہ نے میری بددعا کو قبول کرلیا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ ہوا جس کو تو نے اپنی آنکھوں سے ابھی ابھی دیکھا۔

هر آن کس که پند پدر نشنود به ناچار روزی پشیمان شود

پدر خیر خواه تو است اے پسر نصیحت به جان کن قبول از پدر

ترجمہ: ہر وہ شخص جو باپ کی نصیحت نہیں مانتا، کسی روز ضرور پشیمان ہوگا، باپ ترا خیر خواہ ہے اے لڑکے! اس کی نصیحت کو دل وجان سے قبول کر، کوئی باپ اپنی اولاد کا بدخواہ نہیں ہے کیونکہ باپ کے دل میں حد سے بڑھ کر شفقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ کسی نے آکر بتایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نوجوان نزع کی حالت میں ہے، اور اس کی زندگی کی آخری سانسیں چل رہی ہیں، لوگ لا إلـه إلا الله کی تلقین کررہے ہیں مگر اس کی زبان سے کلمہ ادا نہیں ہوتا، آپ علیہ السلام نے پوچھا، کیا وہ نماز پڑھتا ہے؟ لوگوں نے کہا، جی ہاں نماز پڑھتا تھا، آپ علیہ السلام اپنی

جگہ سے اٹھے اور اسی جانب تشریف لے گئے، ہم بھی ساتھ ساتھ چلنے لگے جب اس کے سرہانے پہنچے تو آپ علیہ السلام نے نوجوان سے کہا، پڑھ لا إلــه إلا الله وہ کہنے لگا، مجھ سے کلمہ پڑھا نہیں جاتا، آپ نے وجہ دریافت کی تو کہنے لگا: میں اپنے والدین کا نافرمان ہوں، آپ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا اس کی ماں زندہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا: والدہ کو بلایا جائے، جب وہ حاضر ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے، کہنے لگی ہاں، آپ نے فرمایا: اگر بہت بڑی آگ ہو جس کے بڑے بڑے شعلے ہوں اور لوگ تیرے بیٹے کو اس میں ڈالنا چاہیں اور تجھ سے کہیں کہا گر تم سفارش کرو گی تو ہم اس کو چھوڑ دیں گے، ورنہ آگ میں ڈال دیں گے، تو کیا تم سفارش کرو گی؟ وہ کہنے لگی اگر اس طرح کی کوئی بات ہو تو میں سفارش کروں گی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: پس خدا کو گواہ بنا کر میرے سامنے اقرار کرو کہ تو نے اس کو معاف کیا ہے اور تم اس سے راضی ہو، وہ کہنے لگی، اے اللہ! میں تجھے گواہ بنا رہی ہوں اور تیرے رسول کے سامنے میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا ہے اور میں اس سے راضی ہوں۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے نوجوان کو کلمہ پڑھنے کی درخواست کی، تو اس مرتبہ اس نے بڑی آسانی اور راحت کے ساتھ کہنے لگا: "لا إلــه إلا الله وان محــمــد عبده ورسوله" اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ساری تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے میری وجہ سے ایک آدمی کو جہنم کی آگ سے نجات دی۔ (طبرانی و مجمع الزوائد)

ماں کی بددعا: علامہ زمخشری رحمہ اللہ اسلام کے مشہور مفسر اور ادیب گزرے ہیں، ان کا لقب جار اللہ تھا، لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کافی عرصہ تک بیت اللہ کی مجاورت میں مقیم رہے ان کی ایک ٹانگ کسی حادثے کی وجہ سے ا کارہ ہو چکی تھی، لہٰذا وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے بارے میں دریافت کیا، تو کہنے لگے: کہ بچپن میں ایک دن میں نے ایک چڑیا کو پکڑ لیا اور اس کے پاؤں میں رسی باندھی، جب وہ اڑنے لگا تو بں نے زور سے رسی کو کھینچا، جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، میری ماں نے جب اس منظر کو دیکھا تو بہت رنجیدہ ہوئی ور غصے میں آ کر کہا: اللہ تیری ٹانگ کو بھی اسی طرح توڑ دے، جس طرح تو نے اس چڑیا کی ٹانگ کو توڑ دی، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب میں نے حصولِ علم کی خاطر بخارا کا سفر کیا تو راستے میں سواری سے گرا اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی، آج میری سمجھ میں یہ بات آ رہی ہے کہ یہ واقعہ میری ماں کی اس بددعا کا نتیجہ تھا۔ (معجم الأدبا)

والدین کی بددعا: آیات اور روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کی دعا اور بددعا دونوں دونوں بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہیں، والدین کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اولاد کو بددعا دینے سے پرہیز کریں اور

اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک نیک دل اور پارسا عورت رہا کرتی تھیں، اس کا بیٹا انتہائی نافرمان، فاسق اور فاجر تھا، ایک رات وہ لڑکا اپنی ماں کو مستی کے عالم میں مارنا شروع کیا اور ڈنڈے لاتوں اور گھونسوں سے اس قدر پٹائی کی، وہ نیم جان ہو کر بے ہوش ہو گئیں، پھر اپنی ماں کی نیم جان لاش کو ایک بڑی چادر میں لپیٹ کر اٹھا لایا، تاکہ کسی پہاڑی پر لے جا کر چھوڑ دے کہ وہ وحشی جانوروں کی خوراک بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتری، کہ ہماری ایک نیک بندی چادر میں فلاں پہاڑی پر لپٹی پڑی ہے، اس کو بچاؤ، موسیٰ علیہ السلام جب پہاڑی پر تشریف لے گئے اور انہوں نے کپڑے کو کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بوڑھی خاتون خون میں لت پت پڑی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سفید بال خون کی وجہ سے بالکل سرخ پڑ گئے تھے، اور اس کے جسم پر جابہ جا مار پیٹ کے نشانات تھے، مگر اس حال میں بھی وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہی تھیں اور اشکبار آنکھوں سے اپنے رب سے مناجات کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: اے خطاؤں کو معاف کرنے والے رب! میرے بچے کی خطاؤں سے درگزر کر کے اس کو معاف کر دو۔ میرا بیٹا معافی کے قابل ہے کیونکہ وہ نوجوان اور نادان ہے، میں نے تو دنیا میں اپنی زندگی پوری کر لی ہے، مگر میرے بچے کو لمبی عمر عطا کر، کیونکہ وہ تو ابھی نوجوان ہے۔ میں اگرچہ ابھی بھیڑیوں کی خوراک بن جاؤں گی، مگر مجھے ڈر ہے کہ اس پہاڑی میں کہیں چور اور ڈاکو اس کو تکلیف نہ پہنچائیں، اے الٰہی میں نے اس کو تیرے سپرد کیا ہے اور تجھ سے حفاظت کی امید رکھتی ہوں''، جب موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کی باتوں اور درد بھری دعا کو سنا تو حیرت میں پڑ گئے، اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی اتری کہ اے موسیٰ یہ تو ماں کی محبت اور شفقت ہے اپنی اولاد کے ساتھ۔ میری محبت تو اس سے ہزاروں گنا زیادہ ہے، جتنی محبت اس خاتون کے دل میں اپنی اولاد کے لئے ہے، یہ ہماری محبت کے دریاؤں میں سے ایک قطرہ ہے۔ (تفسیر درمنثور)

والدین کی خدمت طول عمر کا باعث ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر طویل ہو اور اس کی روزی میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ والدین کی خدمت کرے، اور رشتہ داروں کا پاس رکھے۔ پس خدمت کو غنیمت جانو کہ:

خواہی اگر سعادت دنیا و آخرت در پاس احترام پدر کوش و مادرت

ترجمہ: ''اگر تم دنیا اور آخرت کی سعادت چاہتے ہو تو ماں باپ کے احترام میں کوتاہی نہ کرو، اور کوشاں رہو''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆......☆